ناولٹ

ریحانہ آفتاب

عشق اپنا ملا ساجنا

دل کرتا ہے جھکتے سر کو
دونوں ہاتھوں میں لے کر
اتنے زور سے بھینچوں میں
توڑ دوں ساری سوچیں جن میں
جن میں تیرا نام لکھا ہے
جن میں تیرا روپ سجا ہے
جن میں تجھکی یاد گزری ہے

"روحت! مجھ میں تین خامیاں تو گنواؤ۔" کتاب بند کرکے اس نے پرسکون انداز میں کہا۔

"سوچ کر چپ ہو گئے۔" اس نے مسکراتے ہوئے بے وار تنگ کی۔

"نہیں ہوا نہیں، بھی تو سوں اسٹیٹ فاروق صاحب میرے بارے میں کیا رائے رکھتی ہیں۔" اس نے متفکر ہوتے ہوئے کہا۔

"اوکے، لیو، گوٹ اسپوکن لائیر۔" اس نے فرانے سے تین خامیاں گنوا دیں۔ ایک پل کو وہ بھونچکا رہ گیا۔ پھر عالمین علی کا قہقہہ گونجا تھا۔

"آپ گئے؟" اس نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"امیزنگ! اس قلیل مدت میں تم نے میری خامیاں بھی جانچ لیں؟" وہ حیرانی سے دریافت کر رہا تھا۔

"کیا غلط ہے؟" اس نے تصدیق چاہی۔

"نہیں یہ تینوں خامیاں مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ اگر لیو بے حد ہوں، انسپائر ہو جائے تو گوٹ اسپوکن بھی ہو جاتا ہوں اور تیری خامی بھی بجا ہے۔ جھوٹ بے حد بولتا ہوں۔ لیکن تم سے نہیں بولتا۔" وہ زیر لب مسکراتے ہوئے اس کی ہر بات سے اتفاق کر رہا تھا۔

"مجھ سے اس لیے نہیں بول پاتے کہ میں تمہارا جھوٹ پکڑ لیتی ہوں۔"

"ہاں یہ بھی مجبوری ہے۔" اس نے شرارتی لہجے میں اتفاق کیا۔

"جن سے میری شناسائی برسوں سے ہے وہ مجھے آج تک نہیں جان پائے اور اتنے کم وقت میں تم نے میری فطرت میرے سامنے کھول دی' آئی ایم امپریسڈ۔"

"ٹیلی پیتھسٹ یا پامسٹ؟"

"انٹر نیشنل آرگنائزیشن کی بک کی ورق گردانی کرتے ہوئے استفسار کر رہی تھی۔

"مزاج آشنائی ابھی سے ہو جائے تو آگے پلس پوائنٹ ہے۔" مفہوم اور معنی تھا وہ چپ ہو گئی۔

"میرے بارے میں سوچو گی؟"

"میں نے تمہیں روز اول ہی کہا ہے میں الہٰ جانے کو نہ اچھا سمجھتی ہوں نہ چاہ سکتی ہوں۔ مجھ تک پہنچنے کے لیے تمہیں سیدھے راستے سے آنا ہوگا۔ پراپر چینل سے کام لینا ہوگا۔ اگر میرے والدین تمہیں میرے لیے منتخب کرتے ہیں تو مجھے انکار نہیں۔ مگر مجھ سے یہ توقع مت رکھنا کہ میں تمہارے لیے کوئی اسٹینڈ لوں گی۔" روحت معصومیت سے کہا تھا۔

"تو میں تم سے کب کہہ رہا ہوں کہ میرے ساتھ بھاگ چلو؟ سول میرج کر لو۔" وہ اس کے غلط راستے سے بے حد چڑتا تھا۔

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" وہ معنی باتوں سے تنگ آکر اس نے سہولت سے استفسار کیا۔

"مجھے اسٹیبلش ہونے میں ابھی چند سال لگیں گے۔ یونو ابھی میری اسٹڈی مکمل نہیں ہوئی اور کوئی بھی والدین اپنی بیٹی کا ہاتھ ایک بے روزگار بندے کے ہاتھ میں نہیں دینا چاہتے۔ میں کچھ عرصہ روحت سوال پھیلانا چاہتا ہوں۔ تاکہ انکار نہ سنوں۔ بنیادی طور پر میں انا پرست بندہ ہوں۔ ہار اور انکار مجھے برداشت نہیں۔ جو چاہا زندگی سے پا کر ہی دم لیا۔ مجھے چور راستے خود پسند نہیں۔ الہٰ بھگا کر تمہیں بدنام کرنا نہیں چاہتا۔ تم سے بھی کسی چیز کی خواہش نہیں کروں گا۔ بس چند سال میرا انتظار کر لو میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا۔" اس بھری نظریں لیے مشکل سے وہ چار کر سکیں۔ انگلیاں چٹخاتے اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"میرے والدین میری شادی جلد کرنا چاہتے ہیں اپنی جگہ وہ بھی درست ہیں بیٹیاں بڑی ذمہ داری ہوتی ہیں۔ تم سے جھوٹے وعدے بھی نہیں کر سکتی۔ صرف اپنی خوشیوں کا سوچوں تو کئی سال تمہارا انتظار کر سکتی ہوں مگر میں خود غرض نہیں ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ میرے پاپا اکیلے ہیں۔ ہمارا کوئی بڑا بھائی نہیں ہے اور میرے بعد میری بہنیں ہیں۔ اچھی بھلی زندگی چل رہی تھی۔ یہ تم کس راہ پر نکل آئے؟ جانتے ہو مجھے درد کا سودا کیوں کیا؟" اس کے چہرے کی اداسی نے اس کی پلکیں نم کر دیں۔ وہ ہزار خود کو جھٹلاتی مگر دل تسلیم کر چکا تھا کہ ہزار بھاگنے کے باوجود محبت نے اسے بھی اپنے سنگ باندھ لیا ہے۔ عازمین علی اگر یا اس قدر [illegible] مگر نہیں ہے اس کے جذبات نے اسے بھی اپنے رنگ میں رنگ لیا ہے۔

"پگلی لڑکی! تم کیوں ٹینشن لے رہی ہو؟" اس کی نم پلکیں دیکھ کر اس نے [illegible] سے مٹھیاں بھینچ لیں۔ سامنے موجود ہستی اسے زندگی سے عزیز ہو گئی تھی مگر وہ اختیار کی حدوں سے باہر تھی۔

"تم کیوں آئے یہاں؟ نہ تم آتے نہ تمہیں روگ لگتا۔" اس کا انداز بے ربط تھا۔ اپنی خوشی سے زیادہ اس کی خوشی مطلوب تھی اس کی دلگرفتگی پہ آنکھیں برس رہی تھیں مگر وہ بے بس تھی۔

"تم تک نہ آتا تو زندگی بے معنی ہی رہتی اگر یہ روگ ہے تو مجھے دل و جان سے زیادہ عزیز ہے۔ تم اپنی جگہ درست ہو ہر سمجھدار لڑکی یہی کرتی جو تم کر رہی ہو، فکر تو مجھے خود ہے میں نے آوارہ گردی میں کئی سال گنوا دیے اب پچھتاوا ہو رہا ہے کہ وہ وقت نہ گنواتا تو آج اسٹیبلش ہو چکا ہوتا۔ تمہیں پتا ہے کہ تمہارے والدین سے ملتا۔" آج بے افسوس ہو رہا تھا۔

"فضول کب اٹھی تھیں؟" اس نے بات بدل دی۔

"دو بجے" اس نے سچائی سے آگاہ کیا۔ اس کا ہاتھ بے ساختہ سر پہ جا پڑا۔

"ہائے اللہ! آدھا گھنٹہ تو یاروں کے دو بجے صبح ہو رہی ہے، ہم سارے سات بجے اٹھنے والے ہیں کہاں

"جیسے "نہیں" آوا [illegible] تو کسی موڑ پہ [illegible] کرنا تھا۔

"سوچ لو۔" اس نے جیسے خبردار کیا۔ وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔

"اک بار سوچ لیا، سوچ لیا۔ عازمین علی نے آج تک کسی مقام پہ ہار نہیں مانی۔"

"زندگی میں بعض اوقات ہار بھی ماننی پڑتی ہے۔ اس لیے ہارنے کی بھی ہمت رکھنی چاہیے۔" اس کا انداز ناصحانہ تھا۔

"تم تک آ کر لگ رہا ہے میں ہار رہا ہوں، ہار گیا ہوں، یا شاید جیت جاؤں گا۔ تمہیں پانے کے لیے ہر حد آزماؤں گا لیکن سیدھے راستے سے۔ تمہیں رو سے نظر چرا کر نہیں لے جاؤں گا۔ اپنی سی پوری کوشش ہو گی باقی قسمت [illegible]۔ آج جا کر نماز ضرور پڑھوں گا شاید کوئی راہ نکل آئے۔" اس کا عزم جوان اسے اچھا لگا تھا۔ "انسان اس وقت خود کو [illegible] محسوس کرتا ہے جب کوئی اسے جذبات و احساسات میں آپ کو بنا لے۔" پلکیں جھکا کر روت عمیر نے اس کی خوشیوں کے لیے دعا کی تھی۔

"آج آخری رات ہے، جانے کو دل نہیں چاہ رہا مگر جانا تو ہو گا۔ کچھ بھی نہیں کہو گی؟" وہ آئینے کی طرح تھا۔ اس کی جھکی پلکوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے لمبی سانس لی۔ سارے الفاظ زنجیروں کی طرح اس کے وجود سے لپٹی ہوئی تھیں۔

"ساری حقیقتیں ہم دونوں کے سامنے ہیں۔ کیا کہوں؟" اس نے تھک کر گرل سے پشت ٹکائی۔ اس کی اداسی اسے اداس کر گئی تھی۔ وہ خود کو مجرم محسوس کر رہی تھی۔ یہ جان کر کہ کسی کی خوشیاں ہماری ذات میں پنہاں ہیں انسان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ طالب کا دامن مسرتوں سے بھر دے مگر بعض معاملات میں ہم ہماری ذات [illegible] رشتوں میں بندھ جاتی ہے۔ کسی کو خوشی دینا ہمارے اختیار میں نہیں ہوتا۔ اپنا آپ کسی کو سونپنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ وہ بھی بے اختیار تھی۔ بے بس تھی۔ خواہش کے باوجود بھی اپنے احساسات اسے سونپ نہیں سکتی تھی۔ امید کی خوشی

رنگ تتلیوں سے چھپا نہیں سکتی تھی۔

"اچھی تم! کہو میں کہتا ہوں زندگی میں کبھی بھی تمہیں کبھی تمہیں میری ضرورت ہو مجھے پکار لینا۔ میں پلٹ کر ضرور آؤں گا۔" اس نے جھٹکے سے سر اونچا کیا۔

"یہ دعویٰ بہت بڑا ہے۔" اس نے احساس دلایا۔

"جو کہہ دیا اس پہ اٹل ہوں۔" اس کا انداز بے لچک تھا۔

"دس سال بعد بھی پکاروں تو کیا پلٹ سکو گے؟"

"دس کیا؟ بیس سال بعد بھی پکارو تب بھی آؤں گا۔"

"ہو سکتا ہے تم کہیں کمٹڈ ہو جاؤ۔ تمہاری زندگی میں کوئی آ چکا ہو۔" وہ سراسر زیر بحث آئی۔

"یہ میرا پرابلم ہے۔ تم کہیں تو اول تو میں شادی کروں گا ہی نہیں، بالفرض کرنی پڑی تو آنے والی کو اس کے حقوق ضرور دوں گا مگر محبت نہیں دے سکوں گا۔ ایسے میں اگر تم پکارو گی تو اپنی انا کے لیے بھی پلٹوں گا، کیونکہ میری تکمیل تم سے ہے، میری تشنگی صرف تم دور کر سکتی ہو۔"

"کیا یہ آنے والی کے ساتھ زیادتی نہ ہو گی؟"

"میں اس میں بے اختیار ہوں۔" اس کا انداز قطعی تھا۔ اس نے بحث مناسب نہ سمجھی۔

"سنو! کبھی تو کہو کیا تم مجھے [illegible]؟" کچھ ایسا تھا کہ وہ جیسی سرگوشی پہ جذبات بے تاب ہو گئے۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو کر عازمین علی پہ ٹک گئیں۔ آنسوؤں کی دھند میں عازمین علی کا چہرہ اسے بہت دور محسوس ہو رہا تھا۔ دل میں بہت درد اٹھا تھا کہ لب کر اٹھے۔

جب ہم نہ ملیں گے
پھول دل کے نہ کھلیں گے
دل کی بستی پہ بہت ہجر کا موسم ہو گا
اور ان بہت ہجر کے سوکھے پتوں پہ
جل تھل بڑی ابر کی ہو گی
تو آنکھیں ساون رو دیں گی
قسمت بے رنگ ہو گی
جو ہو سکے تو جلدی
وصل کی گھڑیاں چرا لانا
کبھی لمحے چلے آنا
ہمیں اپنا بنا لینا

اس گھڑی عازمین علی پہ کھلا کہ یہ نازک لڑکی اب تک جذبات کا طوفان چھپائے بیٹھی تھی۔

"دعا کرو! ہم اک دوجے کا نصیب ہوں، اپنا خیال رکھنا میرے لیے۔ چلتا ہوں۔" اس کی انگلیوں میں اپنا لمس چھوڑ کر وہ تیزی سے سیڑھیاں طے کر گیا۔ اگر دیر ہو جاتی تو شاید وہ جا ہی نہ پاتا۔ روت عمیر کی نظریں دور تک اس کے ساتھ سفر کر رہی تھیں۔ ماضی جس میں منوں مٹی کے ڈھیر ہیں تو شمار ہے کے بعد بھی۔ جنہیں بار ہا چھننے کے بعد زندگی ہمارے ساتھ جاری کر رکھتی ہے۔ ماضی موئن جو دڑو کی خستہ عمارت جہاں بھولی بسری یادیں بکھرائی رہتی ہیں، ماضی اک گھپ اندھیرا کمرہ جہاں روشنی کی کرن تک آنے سے ڈرتی ہے۔ ماضی ہجوم زندگی جہاں گاڑیوں کے شور سے سماعت کے پردے پھٹنے لگتے ہیں۔ ماضی کے کتنے ہی جملے اس کی سماعت میں گونج رہے تھے۔ کتنے ہی رنگ واقعات ذہن کی اسکرین پہ چل رہے تھے۔ ماضی سے حال تک کا سفر بے حد کٹھن ہے۔ ماضی جو کبھی بھی ہمیں تہی داماں کر جاتا ہے۔ ساری کوششیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ کتنی ہی خوبصورت زندگی کا تصور ہوتا ہے مگر اک کی ساری خوبصورتی اور رنگ پھیکا کر دیتا ہے۔ روت عمیر، عازمین علی کا ادھورا خواب تھی۔ زندگی کے لمحوں میں اسے کبھی نہیں لگا تھا کہ وہ کسی کی زلف گرہ گیر کا اس حد تک اسیر ہو جائے گا کہ کسی کام کا نہ رہے گا۔

° ° °

وہ انجینئرنگ کی فیلڈ سے وابستہ تھا۔ پڑھائی اس کا شوق تھا یہی شوق اسے بار بار تھک سے [illegible] جانے کا اس کے گمان میں نہیں تھا۔ ان دنوں وہ نئے گھر کی تلاش میں تھی

موبائل نے محب انکل سے ذکر کیا اور محب انکل نے اپنے دوست کے بیٹے کو بھیج دیا عازمین علی نے اسے پڑھانا شروع کیا پھر اسے خبر ہی نہ ہوئی کہ روت عمیر نے کب اس کے دل کے کونے کو چھو لیا۔ شوریدہ سر جذبات نے اظہار سے بھی دریغ نہ کیا۔ مگر روت کی ثابت قدمی ہوا کی توں رہی۔ فلرٹ وہ بھی نہیں کر رہا تھا مگر "متقدر ہو گیا خاک بنا دو۔" والا معاملہ درپیش تھا۔ لیجنڈری ناز کوئی قابل قدر جاب نہیں مل پائی۔ وہ جاب لیس تھا۔ بیٹی اکلوتی اور اعلیٰ تھی۔ جبکہ روت کے والدین بیٹی کی شادی جلد سے جلد کرنا چاہتے تھے کہ ان کے سر پہ مزید بیٹیوں کا بوجھ تھا۔

روت کے بیاہ ہو جانے کے وہ آتورپ کے سلسلے ٹوٹ گئے۔ رابطے چھوٹ گئے۔ وہ عشق جو اسے رکھنا چاہتا تھا مگر اس کی مخالفت خود روت نے ہی کی تھی۔ وہ کسی قسم کا اسکینڈل افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔ وہ دل سے اس کے منجھے ہوئے کردار کی معترف تھی۔ مگر اس کی حد بندی پہ کبھی کبھی جھنجلا جاتا تھا وہ جلد سے جلد خود کو اسٹیبلش کرنے کے جتن کر رہا تھا کہ اپنے خوابوں کو تعبیر کی شکل دے سکے۔ اسے روت کے شادی کی خبر بھی نہ روت کو اس کی۔ ان دنوں وہ سول سروس کے ایگزام کی تیاری کر رہا تھا۔ جب اچانک غیر متوقع طور پہ اس کے سیل پہ روت کی کال آ گئی۔

"ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ہم جب بھی نئی زندگی شروع کریں گے تو دوسرے کو مطلع کریں گے۔ سو وعدے کا پاس کر رہی ہوں کل میری شادی ہے اور پانچ کو بارات۔" اس کے لفظ جیسے سماعتوں سے ٹکرانے لگے تھے۔ لب اک دوسرے سے یوں جڑ گئے جیسے اب کبھی کھلیں گے ہی نہیں۔

"اپنا خیال رکھنا دعا ہے تمہیں وہ خوشی ملے جس کی تمہیں آرزو ہے۔" بمشکل جملہ ادا کر کے اس نے لائن منقطع کر دی۔ عازمین علی ساکت و جامد بیٹھا رہا جواب میں اس کے لبوں سے اک لفظ نہ نکل سکا تھا۔ اسے نئی زندگی کی مبارکباد دے سکے۔ وہ اس سے گلہ بھی تو نہیں کر سکتا تھا کہ وہ قول و کردار کی پکی تھی۔ اس نے اس سے کوئی وعدے نہیں کیے تھے۔ وفا کی قسمیں نہیں کھائی تھیں۔ ذہن کی اسکرین پہ سارے منظر چل رہے تھے۔ ہاتھ میں جگنوں کی کرنچ تھی اور نظریں سیل فون پہ مرکوز تھیں۔ جس میں روت عمیر کی جھکی پلکوں والی تصویر تھی۔ یہ تصویر اس نے اس کے ٹوئش میں لا کے بنا کھینچی تھی اور تب سے آج تک یہ اس کے سیل فون پہ مقید تھی سو جب بھی تصویر کو دیکھتا تھا احساس زیاں کی کسک روح میں دراڑ ڈالنے لگتی تھی۔

اب وہ اسٹیبلش تھا۔ معاشرے میں اک اہم مقام تھا جنوں کے قرض سے سبکدوش ہو چکا تھا۔ مگر کمی تھی تو دل میں کسک تھی تو وہ پہلے خواب کی ٹوٹ کی چبھن۔ آج بھی روت عمیر کا ملنا تھا سب کچھ پاکر بھی لگتا تھا اس نے کچھ بھی تو نہیں پایا۔ اگر وہ پہلے اسٹیبلش ہو جاتا تو یقیناً روت عمیر اس کا نصیب تھی۔ فقط تین سال میں اس نے سب کچھ پالیا تھا۔ مگر پایا تھا تو روت عمیر کا اور یہ کسک یہ جلن اسے کسی پل چین لینے نہیں دیتی تھی۔

○ ○ ○

یادیں پاگل کر دیتی ہیں باتیں پاگل کر دیتی ہیں
چہرہ پاگل کر دیتا ہے آنکھیں پاگل کر دیتی ہیں
تنہا چلنے والوں کو راہیں پاگل کر دیتی ہیں
دن تو خیر گزر جاتا ہے راتیں پاگل کر دیتی ہیں

آج پھر یاد کا دل پہ حملہ تھا۔ عازمین علی کی سلگتی آنکھیں روت عمیر کی تصویر سے جیسے چپک سی گئی تھیں۔ پلکیں جھپکے وہ یک ٹک روت عمیر کی تصویر دیکھ رہا تھا۔ روز کی طرح آج بھی نجانے کتنا وقت بیت گیا تھا۔ ہر بار کی طرح آنکھوں سے پانی کے قطرے بھیگی پلکوں پہ اٹک کر رخسار پہ اپنے نشان ثبت کر رہے تھے۔ عالم دیوانگی، بے خودی، خود فراموشی کا قابل دید منظر تھا۔ آنکھیں جلنے لگی تھیں۔ مگر اس سے کہیں زیادہ جلن دل کو بھسم کر رہی تھی۔

جو سائی، تشنگی محرومی کے رنگوں سے چہرے کے کینوس پہ ان گنت اسٹروک لگائے تھے۔ مسلسل بجتے الارم نے اس کے ذہن کو جھٹکا دیا۔ گردن موڑ کر اس نے ناگواری سے کلاک کو دیکھا۔ بے جان کلاک کو اتنی اہمیت نہیں تھی کہ اس کے مسلسل شور سے عازمین علی کی رگیں تن رہی ہیں ورنہ تو شور چپ ہو جاتا۔ سیل فون سائیڈ پہ رکھ کر اسے الارم کا بٹن آف کیا تو کھڑکی پہ نظر پڑی۔ سورج کی کرنیں اک دوسرے کو دھکیلتی کمرے میں داخل ہو کر صبح کی نوید سنا رہی تھیں۔ رات آنکھوں میں کٹ گئی تھی اب سونے کا سوال ہی نہیں تھا۔ کپڑے لے کر وہ واش روم میں داخل ہو گیا۔ وائٹ شلوار سوٹ میں ملبوس شاور لے کر کمرے میں آیا بالوں کو برش کر کے سیٹ کیا۔

گھڑی کے سات بج رہے تھے۔ آفس جانے میں ابھی دیر تھی۔ گلاس ٹیبل پہ پڑے پیکٹ سے سگریٹ نکال کر لبوں کے درمیان دبایا پھر لائٹر جلا کر اسے شعلہ دکھایا۔ لائٹر جھٹکے سے بند کر کے اس نے ہاتھ بڑھا کر ریک سے کوئی کتاب اٹھائی۔ اسی اثناء میں اس کا سیل فون بجنے لگا۔ بے نیاز انداز کرتا رہا مگر دوسری طرف مستقل مزاجی عروج پہ تھی۔ وہ نہایت اکتاہٹ کا شکار ہو کر اٹھا تھا۔ کال ڈسکنکٹ کر کے سیل فون آف کرنے کا ارادہ تھا۔ غیر ارادی طور پہ نظر جیسا اسکرین پہ آئے نمبر پہ پڑی تھی ساکت و جامد رہ گیا۔ مستقل ہو رہی بیل کی وہ عالم دیوانگی میں نمبر کو گھورے جا رہا تھا۔ انگلیوں کے درمیان سلگتے سگریٹ نے انگلیوں کو چھوا تو اس کے ہاتھ کو خفیف سا جھٹکا لگا۔ آخری ہچکی لیتا سگریٹ کارپٹ پہ گر گیا اور جیسے اس کی ساری حسیات الرٹ ہو گئیں۔ اک لمحہ ضائع کیے بنا اس نے کال ریسیو کر لی۔ جیسے اک پل کی بھی مزید دیر ہوئی تو اس کی سانسیں بند ہو جائیں گی۔

"روت! تم ٹھیک ہو؟" بنا کسی تمہید کے اس نے استفسار کیا۔ اس کی بے قراری آواز سے عیاں تھی۔ دوسری طرف سے جیسے سانس بھی روک لیا گیا تھا۔

"روت! آر یو او کے؟" وہ جھنجلائے انداز میں بولا۔ دوسری طرف خاموشی تھی۔

"روت پلیز ٹیل می آخر پرابلم کیا ہے؟ آر یو لسننگ می؟" اس کی بے قراری حد کے قابل تھی۔ اس کی مسلسل خاموشی اس کے اعصاب جھنجھوڑ رہی تھی۔ دوسری طرف موجود روت عمیر کو عازمین کی اتنی بے قراری کی توقع نہیں تھی۔ تبھی اس کی سسکیاں وقفے وقفے سے گونجنے لگیں۔

"روت تم ٹھیک ہو نا؟ رو کیوں رہی ہو؟" دوسری طرف گمان نہیں تھا کہ تین سال کی دوری کے بعد فقط لہجہ کچھ کر روت اسے پہچان لے گی۔ پتہ نہیں یہ غم کے آنسو تھے یا خوشی کے؟ یہ احساس کہ اسے یاد رکھا گیا تھا بہت خوش کن تھا۔ اس کی سسکیاں اسے مزید پریشان کر گئیں۔

"میں مجھو کر بیٹھوں؟ پلیز بتاؤ کیا ہوا ہے تمہارے ساتھ؟ کیوں رو رہی ہو؟" اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسے سیل فون سے نکال لاتا۔ سسکیوں کو قابو کرتی وہ بمشکل گویا ہوئی۔

"عازمین! میں پھر سے روت عمیر ہو گئی ہوں۔"

یہ کچھ الفاظ تھے جس وہ سیل فون کان سے لگائے کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ تین سال کی خوشی کے بعد اس کی کال اور یہ جملہ میں پھر سے روت عمیر ہو گئی ہوں "روت عمیر!" اس کے حواسوں کو جھٹکا لگا۔ تین سال پہلے اس کے نام کے آگے فخر لگا تھا اور وہ پھر سے روت عمیر ہو گئی تھی کیا؟ ڈائیوورس؟ نجانے کیوں اسے اک عجیب سی خوشی دل میں سرشاری محسوس ہوئی۔ اس کی سالوں کی آرزو میں اک بار پھر دل میں مچلتی محسوس ہو گئیں۔ یہاں وہاں چہار سو اک رنگ بکھر گیا۔ جسم میں خون کی گردش تیز ہو گئی تھی۔

○ ○ ○

عازمین علی نے ماں بہنوں سے روت عمیر کے گھر پروپوزل لے جانے کی بات کی تھی۔ جس پہ ماں بہنیں ساکت رہ گئیں۔ بڑے دونوں بھائیوں کی شادی

ہو چکی تھی۔ سال بھر سے اسے شادی کے لیے سخت
اصرار کیا تھا اس کا مسلسل انکار اقرار میں بدلا بھی تو
روحت عصو کے لیے۔ ایک مطلقہ کے لیے ان کا
بیٹا پاگل ہو رہا تھا۔ مگر "عشق تو وہ آگ ہے جو لگائے
نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے" [illegible]
کیا۔ مگر مازن علی اپنی جگہ ڈٹا رہا۔

"شادی تو میں روحت عصو سے ہی کروں گا" آپ لوگ شریک ہوں یا نہ ہوں۔" اس کا جواب [illegible] "انہیں جانتی تھیں وہ روحت کا [illegible] ہے۔ انہیں چھوڑنے سے بھی دریغ نہ کرے گا اور "اکلوتا بیٹا" کون ہاتھ سے جانے دیتا ہے۔ سو مجبوراً انہیں روحت کے گھر جانا پڑا۔ روحت کے والدین بیٹی کے نصیب کو رو رہے تھے۔ مازن علی کی ماں بہنوں نے [illegible] [illegible]

[illegible]

○ ○ ○

[illegible]

مازن علی اب بھی اسیر حسن [illegible] [illegible] جس میں اپنے رب کی شکر گزار تھیں۔ [illegible] تیس سال اس کی حیات کے [illegible] جہاں آنکھوں میں محبت کی بستی بسائے مازن علی کھڑا تھا۔

"دس سال کیا، بیس سال بعد بھی پکارو تب بھی [illegible] [illegible]

"مجھے مازن علی پر یقین ہے اب بات میری [illegible]

[illegible]

"تمہاری نظرت کی خاطر [illegible] [illegible]

[illegible]

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟" اس نے جھجکتے ہوئے استفسار کیا۔

"مجھے کیا ہوا ہے؟" لفظوں سے زیادہ انداز عجیب تھا۔

"مجھے... آپ سے الجھن ہونے لگی۔"

[illegible]

"کوئی الجھن ہے تو شیئر کریں۔" کہنے کے ساتھ اس نے [illegible]

"تم کیا شیئر کرو گی میری الجھن؟ میری الجھن تو تم خود ہو۔" [illegible]

[illegible]

○ ○ ○

یوں بھی موسم کی ادا دیکھ کر یاد آیا ہے
کس قدر جلد بدل جاتے ہیں انساں جاناں

شاعر کو اس شعر میں "انسان" کی جگہ "موسم" کہنا چاہیے تھا۔ [illegible]

[illegible]

گروز کو بھی خوش ہونے دو۔ کیوں ان کا [illegible] خراب کرتی ہو۔ تمہارا میاں [illegible] ہے سب سے ... "ہونے دو" اس حد تک [illegible] کے مالک [illegible]

[illegible]

○ ○ ○

[illegible]

○ ○ ○

عازمین علی گھر پہ شادی [illegible] رودابہ کے [illegible]

چائے آتی تھیں۔ وہ کہیں جانے کو تیار ہو رہا تھا۔ روابہ کو دیکھ کر کمرے کے اندر آنے کی اجازت دی۔

"بہت مصروف ہوتے ہو دکھائی نہیں دیتے۔" انہوں نے بیٹھتے ہوئے طنزاً اسے دیکھا۔

"آفس میں کام اتنا ہوتا ہے کہ تھکن اور وقت کا فکر گھر تک لانی پڑتی ہیں۔" تھکن کے تمام ... ان کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"جاب تو زوار بھی کرتے ہیں مگر انہوں نے آفس اور گھر میں بیلنس رکھا ہوا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے شادی سے آج تک میں نے انہیں کبھی بھی کسی کے حقوق کو نظر انداز کرتے نہیں دیکھا۔" وہ آہستہ آہستہ اصل مقصد کی طرف آ رہی تھیں۔

"آپ ہر موضوع سے ساتھ ہو لیتے ہو۔ آگے کوئی لوا ہے ..." اس نے گفتگو کو شوخی کا رنگ دیا۔ روابہ کی کھوجتی نظریں اسے بے چین کر رہی تھیں۔

"مو جاہے تو کیا نہیں کر سکتا۔" زوار جواب ہو گیا۔

"تم سے اک بات کرنے آئی تھی۔ امید ہے تم کی کر مجھے جواب انکار کرو گے۔"

"کہیے۔" "میں روحیت کو کچھ دن اپنے پاس رکھنا چاہتی ہوں۔" وہ بے طرح چونک گیا جیسے اس کام سے تو اس کی موجودگی کا احساس ہوا۔

"روحیت؟" روابہ کی کھلی نظریں دیکھ کر وہ نظریں چرا گیا۔

"ہاں روحیت ہی ہے۔ روحیت کو دنیا ... اور اک بہت کی ضرورت ہے اور مجھے اک سلارز کی سو میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔ اجازت ہے؟" لفظوں اور لہجوں میں بختی کی اہمیت کیوں بھی نہیں کھلی ... وہ ہنس گیا۔

"اس نے کچھ کہا ہے آپ سے؟" کافی دیر خاموشی کے بعد غصہ محسوس کر گیا۔ وہ ... مسکراہٹ سجا کر بولیں۔

"جب میں نئی نئی بیاہ کر آئی تھی اور تم اسے چھاڑ کر آتے تھے تو گھنٹوں مجھ سے اس کی باتیں کرتے تھے کہ ابھی وہ گفتگو میں ہلا رہتی ہے مجھے لاجواب کر دیتی ہے اور بھی شوق سے کہتی تھی اس تو پ لاتی ہے۔ ضرور ملوں گی جو تم جیسے خطیب کو چپ کرا دیتی ہے۔" اس نے بے ساختہ چہرہ موڑا۔

"اگر تم سچ کہتے تھے تو میرا خیال ہے وہ چیز ہی ساری چیزیں لاتی ہے مگر زبان ہی تو بھول گئی ہے۔ کیونکہ میں جب سے آئی ہوں "ابھی تک لائی ہوں" کھانا تیار ہے میز پر لگا دیا ہے۔" "اس سے زیادہ تو میں نے اسے کچھ کہتے ہی نہیں سنا۔" خفیہ سے اس کا لہجہ سخت ہو گیا۔ ... اب میں کچھ بول ہی نہیں سکے۔

"اس کی شادی کے بعد تمہارا رو گئے تھے ابھی میرے حافظے میں ہے۔ تم تو اس کی محبت کے گن گاتے تھے۔ لیکن ... تمہاری۔" وہ تھکے سے انداز سے آگے سننے کا ارادہ رہا ہو۔

"جب بھی آزادی کے گزار لیتے وہ مجھے بتاتی۔ واپس اسی آفس میں بیٹھ جاؤں گی۔" روابہ کا لہجہ ایسا لگ رہا تھا جیسے تیر ... ظاہر کر رہا تھا کہ وہ اس سے کس قدر خفا ہیں۔

"ابھی جلدی ہاں یا ناں کو اس میں اتنا سوچنے کی ضرورت کیا ہے یوں بھی ملازمہ کے بارے میں اتنا نہیں سوچتے بیوی کے بارے میں سوچ لیں تمہارے لیے کافی ہے ... کوئی نظر میں ہوتا وہ۔" پیچھی سے اس نے اتنے ... نظروں سے روابہ کو دیکھا۔

"آپ لے جائیے اسے۔" بیٹھتے لہجے میں کوئی اسیت محبت نہیں تھی۔

"آپ واپس بھیجیں؟" روابہ گھور رہی تھیں۔

"بھیجیں بھی یا نہیں بھیجیں؟" روابہ اندر تک تلملا رہی تھیں۔

"جب دل چاہے گا بھیج دیجئے گا۔ چلتا ہوں مجھے ذرا کام تھا۔" کہتے ہی وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا تھا اندر سے روحیت محو کو ہوئی۔ خفیہ گریہ سے سرخ آنکھیں گواہ تھیں کہ اس نے ساری باتیں سن لی ہیں۔ روابہ نے اس کے نازک وجود کو سمیٹ لیا۔ انہیں تسلی کے الفاظ سمجھ نہیں آ

رہے تھے انہیں بھی عاشق علی سے اس کٹھورپن کی توقع نہیں تھی۔

☆ ☆ ☆

بہت زیادہ تو جلے نہیں ہیں
شاید اندر سے تھک گئے ہیں ہم

کسی اپنے سے بچھڑنا جاہو بہت کٹھن ہے۔ فیصلہ کرنے کے بعد وہ بہر غرض پر دل کی چاہت ہے کسی کی صدا ابھارے قدموں سے لپٹ کر اسے جیتنے نہیں دیتے۔ کوئی استحقاق سے کلائی تھام کر بیٹھ جائے کہ تم کہیں نہیں جاؤ گے۔ پاؤں کی بیڑیاں اور گھونگرو سے آشنا کر آنکھوں میں چاہت کے دیپ روشن کر کے کہے "تمہیں روحِ کی بیلوں میں رہوں گا۔" پھر حسن کا قصہ محض عشق کے وجود کو بھلا دے تو بڑے ہوئے انداز میں عشق حسن کی پیشانی سے تو شکل ملائے اپنی بے تابی دھڑکنوں کا احوال سنائے۔

محبت چلاؤ رک جاؤ میں کیسے رہوں گا تم بن؟ لیکن ایسا کچھ بھی تو نہ ہوا کوئی صدا کوئی نگاہ کوئی لمس اس کے تعاقب میں نہ آیا۔ وہ دوبارہ سفر روانہ ہو گئی یہ احساس کہ ہم ہزاروں زندہ رہیں اس سے کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ساری کی تشویش نہیں ہوتی۔ بہت تکلیف دہ ہے۔ روحیت محو بھی اسی تکلیف سے دو چار ہو رہی تھی۔ روابہ نے اچھا کیا تھا جو اسے ساتھ لے آئی تھیں ... وہ روز اور پھر زوار کی ... اسے بری بہت تو ضرور ہو گی۔ زوار اس بھلی سے ہی مختلف خیال رکھنے اور محبت کرنے والے تھے روحیت کے لیے۔ روابہ نے اس کی آمد کو تہہ دل سے خوش آمدید کہا تھا۔ زوار نے گرم جوشی سے خوش آمدید کہا تھا، ساتھ ہی محبت سے کہا تھا۔

"جب تک دل نہ چاہے مت جانا۔" ممنونیت بھری مسکراہٹ سمیت اس کی پلکیں نم ہو گئی تھیں۔ جسم یہاں تھا مگر سوچیں وہیں کہیں پیچھے سفر کر رہی تھیں۔ ماضی کی باتیں، کئے جملوں کا نوحہ اور سکون کی کمی

دیتے تھیں تو وہی پلکوں پہ ستارے بھی ٹانک دیتے ہیں۔

"تم کرو خود بھی۔" روابہ نے سرگوشی کی تو وہ چونک کر پلکوں پہ اٹکی شبنم کے گرنے سے پہلے ہی خود کو سنبھال گئی۔ تب سے لان میں تنہا بیٹھی سفر کر رہی تھی۔ ٹرے لان میں میز پر رکھ کر روابہ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔

"تمہیں یہاں لانے کا مقصد تمہیں خوش رکھنا تھا مگر تم اندر ہی اندر گھٹ رہی ہو۔ کیوں کر رہی ہو خود پہ ستم؟"

"اک طلاق یافتہ عورت کو ہنسنے مسکرانے کا حق نہیں ہے بھابھی۔" اک مجروح مسکراہٹ اس کے لبوں پہ ابھر آئی۔

"مطلقہ کو بھی ہنسنے مسکرانے کا حق ہے۔ کہاں لکھا ہے کہ مطلقہ کے ساتھ اچھوت جیسا برتاؤ کرو؟ اس سے نفرت کرو، حقارت کی نگاہ سے دیکھو۔ کیا مطلقہ کے سینے میں دل نہیں ہوتا؟ اس کے جذبات نہیں ہوتے۔ وہ احساسات سے عاری ہوتی ہے؟ یہ تو تم جیسے لوگ ہیں جو نصیب کے لکھے کو مذاق بنا کر دوسروں کی زندگی عذاب بنا دیتے ہیں۔ تم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اپنے اوپر ترس کھانا اور ظلم کرنا چھوڑ دو۔ زندگی کے لطیف احساسات پہ تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا اوروں کا۔ عاشق کی بے حسی سے زیادہ مجھے تمہاری خاموشی پہ غصہ آیا تھا۔ تم کیوں چپ رہیں؟ اسے گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑا کیوں نہ کہ جب اپنے ماں باپ کی چھوڑ تمہارے نام کرنے کی ہمت نہیں تھی تو کیوں تمہارے در تک بارات لایا۔ وقت سے پہلے اور نصیب سے زیادہ کسی کو کچھ نہیں ملتا۔ تمہیں اس کی زندگی میں یوں ہی داخل ہونا تھا۔ کاتبِ تقدیر نے تم دونوں کا ملن اسی طرح لکھا ہے۔ یہ قسمت کا ہیر پھیر ہے۔ جو تم دونوں کی راہیں الگ کر گئے قدرت نے تم دونوں کو اک مقدس رشتے کی ڈور میں باندھ دیا۔ کوئی ضرورت نہیں ہے اب واپس جانے کی چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔ جسے ضرورت ہو گی وہ خود تمہیں لینے کے لیے آ جائے گا۔ اداس نہیں ہو تم۔" روابہ بولے جا رہی تھیں

اور وہ خاموشی سے سننے پہ مجبور تھی۔

○ ○ ○

کاتب تقدیر نے موڑی فطرت جانے کس چیز سے بنائی ہے۔ جب جس موجود ہو تو اس کی قدر نہیں کرتا ہے، نہیں بھرتا ہے چاہت و قسمت کو وقتی شمار ہے اور جب قدرت لگے دور کر دے تو مطلوب محبوب، مقصود کو یوں فراموش کر جاتا ہے جیسے وہ وجود ہی نہیں عالم میں تھا۔ وحشت عصیر کے لیے وہ ایک پاگل سا تھا اور جب وہ اس کی ہو گئی، اس کی دسترس میں تھی بھی موجود تو تب محبت دل کے زندان میں منجمد ہو گئی۔ ایام بیتتے گئے۔ فطرت محبت پہ حاوی ہو گئی۔ "تو دور کرا ہے" یہ احساس اس کے اندر بیدار ہوا تھا۔ وحشت عصیر کو آس پاس دیکھتا تو اس کی موجودگی کے احساس سے سانس لینا بھی گراں گزرتا تھا۔ وہ بھول گیا تھا کہ وہ ایک احساس و جذبات رکھنے والی لڑکی ہے۔ جس کا دم اتنا ہی گھٹتا ہوگا جتنا سا اس جرم کی طرف [illegible] اسی پیچھے ایک موڑ نے [illegible] ضرورت تھی اپنے دامن میں دل لگانے کی اتنا ضرورت تھی وہ معاشرے کی رسم [illegible] برداشت کرنے کی ہمت نہیں ہمارا قانون [illegible] ہے۔ غلطی ہو مرد، مجرم عورت ہی ہوتی ہے۔ وہ جا چکی تھی۔ اب اسے اس کی غیر موجودگی محسوس ہوتی تھی جب اس کی ہر چیز ٹھکانے پہ نہیں تھی۔ بیوی ہر وقت پہ نہیں تھی۔ وہ اسے اس وقت یاد آتی تھی۔ جب واش روم میں گندے کپڑے پڑے ہوتے یا جوتے صاف کرنے پڑتے۔ اس کے علاوہ وہ اسے یاد نہیں آتی تھی۔ [illegible] ہاں پہلے اس کے شب و روز اس کی یادوں میں بسر ہوتے تھے اب وہ دن رات [illegible] میں رہتا تھا۔

وہ آفس سے نکلنے ہی والا تھا جب اس کا بے تکلف دوست عامر آ گیا۔

"چلیے چائے پی کر باہر چلتے ہیں۔"

"ہاں" [illegible] چائے کا کہہ کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیا ارادہ ہے" اس نے [illegible] انداز سے کہا۔

"نہیں یار آج موڈ نہیں ہے۔" [illegible] وہ سنجیدہ تھا۔

"تو اٹھو [illegible] کل میری ملاقات ہوئی تھی [illegible] کے ساتھ اس کی کزن یار وہ بھی ہے۔ کیا غضب کی چیز ہے سوچیں گے تو دماغ روشن ہو جائے گا" عامر کا انداز بھڑکانے والا تھا۔ [illegible] کا عادی تھا۔ پاک صاف تو [illegible] بھی نہ تھا [illegible] اور یہ آگ پیچھے ہی جانے دن بہ دن بھڑک رہی تھی۔ کبھی کبھی ایک احساس پانی کی طرح چھینٹا مار کر [illegible] حاوی ہو جاتی۔

○ ○ ○

یہ نہیں کہ کوئی توڑ کر گیا ہے ہمیں
اسے بھی خود کو بہت دیر جوڑنا ہوگا

[illegible]

"[illegible] تم سے شرمندہ ہوں کہ کیا کم ظرف میرا بھائی ہے۔ تم آرام سے یہاں رہو۔ [illegible] تمہارا بھائی ہوں۔ [illegible]" وہ [illegible]

[illegible]

ایام بیتے، حنیف اور صائم کے ساتھ وقت جاتے وہ اپنے زخموں کو فراموش کر رہی تھی۔ مگر جب شب کی تاریکی اپنی باہوں میں تنہائی سمیٹے اس تک آتی تو [illegible]

[illegible]

"ٹھیک ہے۔" [illegible]

"وحشت کی [illegible]"

[illegible]

"ذرا کام اور اس کی تو [illegible] تمہاری [illegible] سے [illegible]"

مگر اس کی اداسی ہے کل ان سے چھپی نہیں تھی۔

"میں آج فون کرنے ہی والا تھا۔" اس نے بات بتائی۔

[illegible]

○ ○ ○

[illegible]

"آپ [illegible]"

[illegible]

"وہ [illegible] نہیں کرو گی مسلمان کی" عامر [illegible]

"نہیں نہیں مسلمان جتنا [illegible] ہوتا ہے [illegible]"

[illegible]

کے سامنے ایک حسین بت تھا۔ مگر خیالوں کے پردے سے بار بار جھکی پلکوں والی نگاہیں جھانک رہی تھیں اور چہرے کی طرح ان نگاہوں کا ایک ہی سوال تھا۔

"کیا ہوا دوپا یار؟" ایک ہی عجیب سوال ہے وہ نظر چرا رہا تھا مگر اب اس سوال کی بازگشت بڑھ گئی تھی جو اسے کسی پل چین نہیں دے رہی تھی۔ وہ اس کی دلی حالت سے قطع نظر اس کی طرف بڑھاتے کو رہی تھی۔

"اسوری آنٹی دیر ہو گیا۔" عمیر کا ہاتھ پر سے وہ عقیل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ہال سے نکلتا چلا گیا۔ ماہر نے اسے تحسین آمیز نگاہوں سے دیکھ کر روکا۔

"ماشاء اللہ تمیز دوست ہے تمہارا میری ابھی السلام علیکم آج تک کسی نے نہیں کی۔" طلحہ ہولے سے کہنے لگی۔ اس نو وارد کو نظر انداز کر کے آسمان کب تھا۔ حالانکہ ماثن علی بھی جو اس میں وہ [illegible] کر کے اس کا غصہ کر رہا تھا۔

"آؤٹ رہی ہے ملنے میں ایک تو یار اس بار سائی کا وہ ہے۔ اگلی بار وہ ٹھیک ہو جائے گا۔" ماہر اسے بہلا رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کو سمجھنے میں مشغول ہو گئے تھے۔ اس کی گاڑی سگنل پہ کھڑی تھی۔ سگنل کی بتی ملانا تک اچھلی تھی مگر اس کا ہاتھ بار بار بے ساختہ علی کی بتی اور کرنے کو اٹھ رہا تھا۔ اب وقت بھی کیا بے تابی کمل کر ہاتھ میں آگئی۔ اس نے نظر موڑ کر فرنٹ سیٹ پہ پھینک کر بے ساختہ کار کا شیشہ کھول دیا۔ اسے لگ رہا تھا کوئی بوجھ جو اس کا گلا گھونٹ رہا ہے۔ کوئی شے ہے جو تھکے کر دھار تک لیے جا رہی ہے۔ جب کوئی ضمیر آئینہ دکھاتا تھا اس کی حالت دیوانوں جیسی ہو جاتی تھی۔ جس تیزی سے وہ گناہ کی دلدل میں دھنستا جا رہا تھا بے نام گھٹن بڑھتی گئی تھی۔ سکون کی نیند نصیب ہوئے عرصہ بیت گیا تھا۔ جانے کیسی بے سکونی بخت میں رقم ہو گئی تھی۔ گھر آ کر اس نے شاور لیا۔ پھر بہت دیر تک بستر پہ لیٹا رہا۔ ابھی سوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ شاور لینے کے بعد وہ اس کی آنکھیں

بہت سے کھل گئے رہے تھے۔ تماشا گول آنکھوں میں سے چمکی کی کرچیاں چبھ گئی تھیں۔ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ اس نے خواب میں دوست عمیر کو بے تحاشا روتے دیکھا تھا۔ وہ بری طرح سسک رہی تھی رو رہی تھی تڑپ رہی تھی۔ پھر وہ اچانک عمیر کے عارض میں غائب ہو گئی اور وہ عمیر کے چہرے میں اسے ڈھونڈتا رہا مگر اس کا سراغ نہ مل سکا۔ سرگی میں ہاتھ اسے نے خود کو تسلی دی اور یقین دلایا کہ یہ صرف خواب ہے۔ پر جانے کیوں دل چین نہیں پا رہا تھا۔ اس کا ہاتھ بے ساختہ سیل فون کی طرف بڑھ گیا۔ ہچکچاہٹ کے ساتھ اس نے بے ساختہ اسلام آباد کا نمبر ملایا تھا۔ گھنٹی جا رہی تھی مگر کوئی ریسیو نہیں کر رہا تھا۔ کسی انہونی کے خیال سے اس کا دل گھبرا رہا تھا۔ تب فون ریسیو کر لیا گیا۔

"ہیلو السلام علیکم!" وہ بڑی بے قراری سے کال ریسیو کرنے کی دعا کر رہا تھا۔ غیر متوقع طور پر اس کی آواز سن کر ساکت ہو گیا سارے ہوش و حواس جاگ گئے۔

"ہیلو کون؟" دوسری طرف وہ انتظار کر رہی تھی۔ اس کی ساری حسیات سماعت میں آ سمٹی تھیں اسے لگ رہا تھا جیسے بہت پڑنے کے بعد اس کے وجود میں بھر رہی ہے۔

"بولتے کیوں نہیں؟" مسلسل خاموشی پر وہ جھنجھلا گئی۔ اس کی گھری دل کی سرزمین سے ایک خواہش نے سر اٹھایا کہ وہ بولتی رہے اور وہ خاموش رہے۔ لب اس کے منتظر رہے اور عمر تمام ہو جائے۔ دوسری طرف سناٹا چھا گیا تھا۔ جیسے بہت کچھ کہنا چاہ رہا تھا مگر کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہنا ہے۔

"کون ہے دوست؟" رواب کی آواز قریب سے آئی تھی۔

"کوئی بول ہی نہیں رہا بابا" آواز بھی نہیں آ رہی ہے۔" [illegible]

"رونگ نمبر ہو گا۔"

"اب تو مجھے بھی لگتا ہے میں رونگ نمبر سے"

انٹیکٹ ہوں۔" معلوم ہو سکتی تھی۔ [illegible] رنگ کر اٹھتا چوری کی انگلی میں سکتے کے حرف اس نے کال منقطع کر دی۔ وہ ٹھیک تھی یہ احساس ہی اس لمحے بڑا احساس یہ جاری تھا۔

○ ○ ○

اس لیے کوئی زیادہ رکتا نہیں ہے یہاں
لوگ کہتے ہیں میرے دل تیرا سلیقہ ہے

دوسروں کو سمجھانا، ان کو غلطی کی نشاندہی کرنا بہت آسان ہے۔ لیکن خود کو سمجھانا اپنی فطرت کو بدلنا اور وہ مشکل ہے۔ خود کو سمجھاتے وقت تمام دلیلیں، اسلام آباد کیا ہوا ہو جاتی ہیں۔ کوئی ایک فیصلہ کرنے کی کوشش دل اور دماغ میں ٹھن جاتی ہے۔ دل اور دماغ الگ الگ ایک وہ سمجھ سے اعتراف کرتے آتے ہیں۔ دماغ عقل کی بات کرتا ہے تو دل جذبات کی۔ [illegible] جذبات کی رو میں بہہ کر اکثر [illegible] ہوا کرتے ہیں۔ [illegible] علی نے دوست عمیر کو بے جا چاہا تھا۔ [illegible] اس کی چاہت تھی مگر اسے کوئی اور وہ سمجھتا تھا۔ [illegible] کا چاہتا تھا اس کے بغیر دوسری سیٹ کر کا کر [illegible] تھا۔ لیکن وہ ہوا وہ سوچ کے بہ تنہا [illegible] کی محبت کی آنچ میں کدورت کی چنگاری سلگادی۔ اس نے آپ ہی آپ کو [illegible] کو دس کر اس کا وجود جلا کر دیا۔ اس نے خود اپنے سے خود کو جلا کر دیکھ لیا۔ تو کوئی ان کو پہلے جھٹکے وہ قدر کی شفاف محبت وہ نجانے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ [illegible] فطرت نے محبت کو وہ تو [illegible] مجبور کر دیا۔ ان دونوں نے خود سیٹ ساری دنیا سے [illegible] تھی۔ پھر اس نے اس راہ کا انتخاب کیا اس کے بارے میں وہ اس میں رو کر سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس نے ہر طرح سے خود کو غلاظت میں اتھیڑ دیا۔ دل کی کری سے بے سکونی ختم ہونے کی بجائے بڑھتی جا

رہی تھی۔ سکون ایک احساس ہے وہ کسی کی جھکی پلکوں تلے ہی میسر ہے۔ ٹھنڈی چھاؤں بھی کسی کی گھنیری زلفوں کے سائے میں ہی ملتی ہے۔ وہ بھی اپنے شب و روز سے اوب گیا تھا۔ اب واپس پلٹ جانا چاہتا تھا۔ اسی حسین دنیا میں جہاں پاکیزگی تھی محبت کی روشنی تھی۔

○ ○ ○

کچھ لوگ جنہیں بھول کے ہم خوش نہیں ہوتے

کچھ زخم ہیں بھر جاتے ہیں معلوم نہیں کیوں
ہر صبح مجھے دل سے بھلانے کا ہے وعدہ
ہر شام مکر جاتے ہیں معلوم نہیں کیوں

بیوٹی پارلر سے چوڑیاں پاس سے وہ عجلت میں چینج چوڑیاں نکال رہی تھی۔ قدموں کی آہٹ اس نے گردن موڑ کر دیکھا اندر کسی شرارت سرکت ہوا تھا۔ وہ جھٹکے سے پوری گھوم گئی۔ کرے چوڑیاں پھینکیں۔ گھر کر حال میں علی کا استقبال کر رہی تھیں۔ کرے سارے ہی ملبوس اس کا لاک سرکا لیا ہوا تھا۔ بچوں نے ٹیک لے اور چینج چوڑیاں اس کی خوشنما کو بڑھا دیا تھا۔ لپ اسٹک سے مزین ہونٹ کی زیادتی سے متولے بھرے بھرے لبوں پہ اس نے ایک تحقیق بھری نظر ڈالی اپنے اور اس کے درمیان حائل فاصلے کو پاٹتے ہوئے اس نے کمال جرأت سے اس کی انگلیوں میں پھنسی چوڑیاں لے لیں۔ عمیر سے ساتھ تھا اور آہستگی سے چوڑیاں پہنانے لگا اس کی آنکھوں میں طور جھانکتے وہ سوچتے سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔ اس کی غیر متوقع حرکت نے ساکت کر دی تھی۔ اس کی حیرت کو بھانپتے عقیل کو نرمی سے دبائے چوڑیاں پہناتے وہ جان بوجھ کر دیر کر رہا تھا اس کی کیفیت پہ محظوظ کن مسکراہٹ چھا گیا ہوا۔

"کوئی اتنا بہت دنوں بعد ملے تو اسے صرف دیکھتے ہی نہیں ہیں ان کا حال چال بھی پوچھتے ہیں کر کیا ہم سے دور رہ کر وہ ٹھیک تو تھا۔" وہ ساکت و جامد

اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ کوئی وضاحت کیے اس کا جواب طلب تھا اس کی وضاحت کے در عزم ہوا تھا۔

"تو کیا نہیں تو یہ تو پوچھنا چاہیے کہ ہماری دوری نے اسے کسی کام کا بھی رہنے دیا ہے یا نہیں؟ اور سے اٹھ رہی اس نے دن کیسے بتایا اسے راتوں کو نیند تک بھی آئی کہ نہیں یا نہیں؟ پوچھنا چاہیے؟" اس نے نہیں بس کیا بھی یا نہیں آشنائے میں پکارا یا نہیں آہ ہر گز دن میں قربت کی خواہش ہوئی کہ نہیں؟"

چوڑیاں کلائی میں کھنکنے لگی تھیں۔ اس کا ہاتھ اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔ چوڑیوں کو شرارت کی انگلی سے ہولے ہولے [illegible] کرتے ہوئے [illegible] مسکراہٹ کے ساتھ اس کے اک اک نقش کو جانچ رہا تھا۔ آگ لگا دینے والی گھنی پلکوں والی آنکھیں، یہ بھرے بھرے خوب صورت لب، یہ خوشبو لٹاتے بالوں کا آبشار، یہ مناسب سراپا دینے کے لیے لباس میں ملبوس وہ اس کا تھا۔ اگر وہ پہلے ہی حقیقت بینی سے جانچ لیتا تو [illegible] اسے [illegible] پلکوں کی جنبش سے خواب ٹوٹ جانے کا ڈر تھا ہوں اس کی معصوم ادا پہ اسے بے ساختہ پیار آ گیا۔ شرارت کی انگلی سے اس کی [illegible] پلکوں کے بال کو چھوا تھا۔ وہ [illegible] اعتراف کر گئے۔

ہم نے ہر اک رخ پہ نگاہیں بکھیر دیں
لیکن بدل تو کوئی تمہارا نہ ہو سکا

اس کی پلکوں میں [illegible] جنبش ہوئی۔

"صرف اک چیز کی ہے۔" مشتاق نظروں سے سراپا دیکھتے ہوئے سرگوشی کی۔ اس سے پہلے کہ وہ [illegible] کر مزاحمت کرتی۔ اس کے وجود کے گرد بازوؤں کا حصار سرعت سے تنگ کرتے مکمل استحقاق سے وہ اس کی جبیں پہ اپنی محبت و جنوں کی مہر ثبت کر چکا تھا۔ زندگی کی حرارت سے مزین لبوں نے اس کے اندر ہلچل [illegible] دی۔ بانہوں کا حصار توڑتی اٹھتے قدموں پیچھے [illegible] بھاگی نگاہوں میں بے پناہ [illegible] ابھی اس کی [illegible] نظریں اس

انھیں کی اور اس کا وجود پگھل جائے گا۔ اگر یہ نہیں ہو گا تو پھر کیسے نظریں اس کے جسم پہ [illegible]؟ جاں بلب [illegible] عاشق علی اس کی دلی حالت سے آگاہ تھا اس کے چہرے پہ رنج کی وضاحت میں فرق کر دیا۔ وہ ایسے تمام [illegible] کی معافی مانگنے گیا تھا اپنی چاہتوں کا ثبوت دے گیا تھا۔

"روحت بیٹھی! آخر کب سے دوست رولب چلی آئی۔ عاشق علی کو یہ فکر تھی کہ دیکھ کر اک پل کو قدم ٹھٹکے۔

"اسلام علیکم چچا جی۔"

"وعلیکم السلام! آج سورج کدھر سے نکلا ہے بھئی؟"

"میری [illegible]" وہ بے ہوئی تھی اس لیے کچھ کہنے سے قاصر تھی۔ "وہ عرصہ بعد فریش اور زندگی سے بھرپور ایمان علی لگ رہا تھا۔

"زوار آیا کہ [illegible] دیکھتے ہو؟" رولب کا انداز [illegible] تھا۔

"بھولا کب تھا اگر بھول گیا ہوتا تو اتنا لمبا سفر کس کے لیے پورا کر کے گھر کرتا۔" وہ دوبارہ سے تھی "اپنی زندگی [illegible] کو دیکھنے گیا تھا۔" معصوم سا تھا۔

"تیاری رکھو زوار ٹھیک سے تمہاری کمپنی کریں گے۔"

"جانتا ہوں جرم سرزد ہوا ہے مجرم ہوں اسی لیے سزا سننے چلا گیا۔" نظریں جھکا کر [illegible] رہی تھیں۔ روحت نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔ نظریں پانی میں [illegible] انداز سب بدلا ہوا [illegible] نہیں رہا تھا یہ وہی شخص ہے جو [illegible] آپ سے ابھی [illegible] رہا ہے۔

"کہیں جا رہے ہیں آپ لوگ؟"

"زوار کے کولیگ کی شادی ہے وہیں جا رہے ہیں۔"

"تو ٹھیک ہے تو صرف مسز زوار [illegible] ہی ہو گی؟" [illegible] جانے سے روکا تھا۔

"روحت ہماری فیملی کا حصہ ہے۔" [illegible] قانونی و شرعی حق رکھنے والا شخص اسے آپ کی فیملی کے

ساتھ نہ جانے دے رہے ہو؟" اس کا انداز بے حد سرد تھا۔ روحت تیزی سے کمرے کی طرف مڑ گئی۔

"اور اب کیا ہیں؟" رولب اس کے بدلے روپ کو حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔

"سب جانتے ہو کہ پھر آپ اور بھائی بے شک میری پٹائی کر دیں مگر ابھی یہ مجھ سے پوچھے ابھی آپ مجھے اس کے کمرے کی جانا دے [illegible] اس نے [illegible] کر لیا ہو گا [illegible] ایسے ہی طرح ہے۔" آخر کو [illegible] ہے بھئی۔"

"تم ٹھیک تو ہو؟" رولب کو فکر ہوئی اس کا تعجب ساختہ تھا [illegible] اس کا انداز رولب کو پاگل کرنے کو کافی تھا۔

○ ○ ○

اپنی ہستی کو تیری ذات میں گم کر ڈالا
جانے کس موڑ پہ چاہت تیری لے آئی ہے

زوار، رولب اور بچے پارٹی میں [illegible] وہ اس کمرے کی طرف بڑھا جو اس کے تصرف میں تھا [illegible] ملاقات [illegible] تھا۔ مسکراتے ہوئے [illegible] اس نے [illegible] دروازہ کھول کر اندر داخل ہو [illegible] سامنے بیٹھے [illegible] پروگرام [illegible] دیکھ رہی تھی۔ دروازہ [illegible] بند کر کے اس نے بیڈ کی طرف [illegible] قدم [illegible]

"آپ اندر کیسے آئے؟" اس کی موجودگی کا احساس ہوا تو وہ [illegible] گئی۔

"دروازے سے۔" جواب اتنا ہی [illegible] تھا۔

"آپ [illegible] تو اک [illegible] ہے اس کا جواب اس نے [illegible] اور بے تکلفی سے بیڈ پہ بیٹھ گیا [illegible] اسے [illegible] رہی تھی۔

"کیوں آئے ہو یہاں؟" اس کا [illegible] اپنی طرف دیکھتے ہوئے گزر رہا تھا۔

"تمہیں دیکھنے تم سے ملنے۔"

"مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے مجھ سے ملنے اور مجھے دیکھنے کی۔" اس نے تنک کر کہا۔

"میری ساری ضرورتیں تم سے وابستہ ہیں۔"

"مگر میری کوئی ضرورت آپ سے وابستہ نہیں رہی۔" وہ دھیرے سے مسکرایا۔

"تم نہیں بدلیں تمہارا غصہ نہیں بدلا وہی شعلہ بیانی ہے۔ وہی [illegible] ہیں مجھے لگ رہا ہے آج بھی میں نہیں [illegible] ہوں اور ہم کسی [illegible] میں الجھ کر [illegible] رہے ہیں۔ ویسے ہم کتنا لڑتے تھے ان دنوں۔" وہ [illegible] دنوں کی [illegible] تعلق کے بعد اس کا التفات [illegible] گیا۔

"تم اگر یہیں نہ ملتی یہاں چلے آتے۔ میری زندگی کو تباہ کر دیا [illegible] اب کیا چاہتے ہیں مجھ سے؟"

میں نے کب تم سے کچھ چاہا ہے
ما اس کے کہ تم مجھے چاہو

اردو اور انگریزی ادب سے شاہکار انتخاب
عمران ڈائجسٹ
اکتوبر 2013ء کا شمارہ شائع ہو گیا ہے
اس کے علاوہ [illegible] کی دلچسپیاں
تازہ شمارہ آج ہی خرید لیں

"مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی۔" وہ اس سے مبادا
اس کی بات سے نکل جائیں۔ "اسے دیکھ کر ہی تو قدم
خود رک گیا تھا۔
"یہ کیوں نہ؟" مسکراتی نظروں سے سوال ہوا۔
"تو میں نکل جاتی ہوں۔" وہ بیڈ سے اترنے لگی۔
آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما وہ اس کی بانہوں میں تھا۔

جان سے مار دے مجھے لیکن
چھوڑ کے جانے کا مجھ کو تم نہ کہنا

اس نے جذبوں سے بوجھل سرگوشی اس کی سماعت میں انڈیلی۔ وہ اس کی پناہوں میں مچل کے رہ گئی۔

"مجھے جانا ہے چھوڑو۔" وہ روہانسی ہو گئی۔
"میں جہاں تک آتا ہوں اور تم ہو کہ مجھے چھوڑ جاتی ہو۔ کیوں کر رہی ہو ایسا تم؟" عجب بے بسی تھی۔ اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لے وہ دیوانگی میں اس کے چہرے کے نقوش دیکھ رہا تھا۔
"کیوں چھوڑ جاتی ہو جہاں تم؟ کیوں نہیں سوچتیں کہ تمہارے بنا عاشان علی کا کیا حال ہو گا؟" عجب خود فراموشی طاری تھی اس پہ۔ سانسوں کی حدت سے اس کا چہرہ جلنے لگا مگر اس کے جنون کے آگے اس کی مزاحمت بے کار تھی۔
"جہاں جہاں میرا مقدر کیوں؟ تم سے صرف "دست" کا طالب تھا مگر تم کسی اور کے سنگ چلی گئیں۔ کسی اور کے نام کی چوڑیاں پہنتے یہ کیوں نہ سوچا کہ تمہارے پیچھے عاشان علی کا کیا حال ہو گا؟ میں جو خود کو زمانے کی گرد سے آلودہ ہونے سے بچاتا رہا صرف تمہارے لیے مگر میں نے خود کو کن کی دلدل میں ڈال دیا۔ میں جو تمہارے علاوہ کسی بھی لڑکی کے قرب کو خود پہ حرام تصور کرتا تھا میں نے کتنی ہی قربتوں کو بھلایا۔ اپنا کردار خود اپنے ہاتھوں ضائع کر لیا ہے؟" نوحت کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے کشادہ ہو گئیں۔ وہ خود اپنے کردار کا اعتراف کر رہا تھا وہ کوئی دودھ کا دھلا نہیں کہ وہ پاک صاف نہیں رہا۔ مجبور کر اس نے خود کو اس کی بانہوں سے آزاد کیا۔

"عاشان علی! شرم آنی چاہیے آپ کو اپنی شرعی بیوی کے آگے یہ کس چیز کا اعتراف کر رہے ہیں؟ کیا کوئی کمی رہ گئی تھی میں جو آپ نے مجھے تماشا بنا دیا؟ کتنے مان باندھے ہوئے تھے آپ نے کہ میں جب چاہوں آپ کو پکاروں اور اس پکار کی سزا میں آپ نے میرے وجود کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ صرف یہی کہ میں مطلقہ تھی۔ خود جیسے محبت کر رہے ہیں۔ ایک بھیانک تجربہ کافی تھا کہ میں نے آپ کو پکارا اپنی خوشی کے لیے نہیں صرف آپ کے لیے۔ مجھے تو خوش ہونا نہیں تھا وہ صرف "دست" کا طالب تھا مگر تب میں نے اس کی والدین کی تو ایسی نہیں کر سکتی تھی۔ قدم کی روانگی کے بعد مجھے ہر جا اسی کی طرح لگتا تھا کہ میں نے پکارا بھی آپ کو پکارا مجھے امید تھی کہ آپ میرے ساتھ برا نہیں کریں گے۔ لیکن یہ میری خام خیالی تھی۔ آپ کو خوشی دینے چلی تھی اور آپ نے بھی مجھے کانٹوں بھری راہ گزر عطا کر دی۔ دن کر کے آپ بھول گئے کہ میں ایک عام سی انسان ہوں۔ میرے پہلو میں بھی ایک دل ہے۔ اس کے بھی جذبات و احساسات ہیں۔ پرانے سامان کی طرح گھر کے ایک کونے میں ڈال دینے والا صرف تھا آپ کا مگر اب آپ خود کہاں سے نظر آ گئے ہیں۔ کرنے میں آپ کا کردار فراموش بھی کر دوں لیکن میں بھول گئی کہ آپ کے رویے نے میری زندگی مکمل بدصورت کر دی اور اب جب میں نے حقیقت قبول کر لی تو آپ مجھ سے محبت کی چادر اوڑھ کر آ گئے۔ عورت کو بھکاری سمجھ رکھا ہے آپ مردوں نے جب جی میں آیا اس کی جھولی بھر دی جب جی میں آیا خالی کر دیا۔ چاہیے تھی اور ملا آپ کا انتخاب بیچتے ہو محبت کے کھیل میں آپ کا ساتھ دے سکے۔ میں محبت کے کھیل میں ہار چکی ہوں اب آپ کے ساتھ مزید نہیں کھیل سکتی۔" بھیگی آنکھوں کے ساتھ اسے آئینہ دکھا کر وہ جا چکی تھی۔ وہ ساکت بیٹھا رہ گیا۔

☆ ☆ ☆

زیاد نے اس کی ٹھیک ٹھاک کلاس لی تھی۔ وہ صبر سے سنتا رہا تھا اس کے اطمینان نے زیاد کو الجھن میں ڈال دیا۔ اختیار اس نے جواب دیا تھا۔
"غم کے بعد ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جہاں سمندر پرسکون ہو جاتا ہے۔ میری ذات بھی طوفان کا شکار تھی اور اب طوفان کے بعد ہر طرف سکون ہی سکون ہے۔ اب ہر چیز کو فراموش کر کے اسے اپنی محبت کا یقین دلانا ہے۔"
[illegible] اور حمیقہ کے اسکول میں اینول فنکشن تھا [illegible] دونوں بچوں کے ساتھ گئے ہوئے تھے۔ کوئی [illegible] کر اس نے باہر کا رخ کیا۔ چار سو لان پھیلا ہوا تھا۔ [illegible] شام [illegible] انتظار کر رہی تھی۔ [illegible] اس کی حالت [illegible] وہ اس کے قدم لان کی طرف اٹھ گئے۔
"ہیپی ٹیچرز ڈے!" وہ بے طرح چونک گئی۔ [illegible] میں وہ اس کے سامنے تھا [illegible] نظر [illegible] اس نے [illegible] کی جانب [illegible] اس کے [illegible]
"تو [illegible] دن میرے [illegible] گھر رہنے کا ارادہ ہے؟ [illegible] گھر بہت خوب صورت ہے مگر میرا آفس کا بہت حرج ہو رہا ہے۔ تم میرے ساتھ چلو میں جلد [illegible] تو وہ خوب صورت گھر تمہارے حوالے کر دوں گا۔"
"آپ اپنا آفس جوائن کر لیں مجھے آپ کے گھر سے کوئی دلچسپی نہیں۔" سرد لہجہ تھا۔
"تو پھر آ رہی ہو؟" انداز [illegible] تھا۔
"وہ گھر [illegible] میں نے [illegible] کو فراموش کر دیا [illegible] زندگی [illegible] اس گھر [illegible] چھوڑ دیا؟" سوال کرتے [illegible] حقیقت پہ [illegible]
"تم ہم سے اجنبیوں کی طرح ملتے ہیں" "لاتعلق رہتے ہیں تو اتنی تکلیف نہیں ہوتی۔ لیکن محبت کا [illegible] جب خاموشی کی [illegible] آنکھ [illegible] جاتا ہے تو وہ [illegible]" اذیت کے رنگ اس کے چہرے پہ بکھر گئے۔ وہ سمجھ [illegible] مجبور تھا کہ [illegible] اس نے [illegible] کی تھی [illegible] کا دل دکھایا تھا۔ وہ اٹھ کر جانے لگی تھی جب اس نے اس کا بازو تھام لیا۔ اس نے [illegible] اس کی حرکت کو دیکھا۔
"مجھے لگتا ہے اس دل میں ہیں کہ [illegible] جتنا برا بھلا [illegible] ہونا ہے بولو [illegible] میں جانتا ہوں تمہارا مجرم ہوں۔" اس نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ [illegible] اس کی [illegible] اس کی خاموشی پہ اس کے چہرے [illegible] دیکھتے رہ گیا تھا۔

شکوہ کرتی مجھ سے لڑتی بھی تم ہو
سب رنگ تمہارے ساتھ جچیں
بچوں میں بچوں جیسے ہیں
تم [illegible] لگتا ہے
چاہت کے سب رنگ بھلا [illegible] رہے ہیں
تم اچھی ہو
بلکہ تم سب سے اچھی ہو
سنو! یوں کرتے ہیں
شام کا حسن بڑھاتے ہیں
چاہت کا اک دیپ جلا کر رکھ کر
کچھ بات ساحت کی کرتے ہیں
کچھ تم سے [illegible] کہتے ہیں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
چلو آتے ہیں
سنو شام کا حسن بڑھاتے ہیں
چلو آتے ہیں

وہ اس کے سینے سے جا لگی۔ [illegible] ماحول اور اس کا لہجہ [illegible] ماحول کو مزید [illegible] کر گیا۔
"اک عرصے بعد لگ رہا ہے میں بھی زندگی میں ہوں۔ تم تمہارا ساتھ ہے تو زندگی میں چاروں طرف

رنگ ہی رنگ نظر آرہے تھے وہ بہت تھکی ہوئی تھی۔ وہ بہت اکیلا ہو گیا تھا، میں تنہا ہوں۔ میں نے بھی سرگوشی کی۔ اس کے ہاتھ میں [illegible] اس کا ہاتھ آہستگی سے اپنے ہاتھ میں لے کر تھپتھپایا اور بے ساختہ بولا۔

"تم اب بھی اتنی ہی اداس لگ رہی ہو۔" [illegible] سے فون کی بیل بجنے کی آواز آرہی تھی۔ [illegible] سارا سحر ٹوٹ گیا۔ وہ اس کے حصار سے نکل کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔ اس کی پشت کو اس نے بے بسی سے دیکھا تھا۔

○ ○ ○

"بہت مشکل ہے [illegible] تم اسے کچھ کہنے کا موقع تو دو۔" [illegible] ایک گھر میں ہونے کے باوجود ملاقات نہ ہونے کے برابر تھی۔ وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ مقابل رہنے کی کوشش کرتا [illegible] کترا جاتی۔ [illegible] اس نے [illegible] اب [illegible] کوشش کی [illegible] لڑکیاں شعور کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی ایک گھر اور ایک مخلص ساتھی کے خواب دیکھنے لگتی ہیں۔ میں نے بھی ایسے ہی ایک ساتھی کا تصور کیا۔ [illegible] سے اپنا دامن بچائے رکھا۔ میرے دل اور خواہش [illegible] نہیں ہوا۔ [illegible] خیال دل سے ہم تو امانت ہوں، خیانت مجھے [illegible] نہیں دے گی۔ مگر عاشق علی نے کب دل کا سکون حاصل کیا۔ میں بے خبر رہی۔ ان سے بچھڑتے آخری پل مجھے احساس ہوا کہ محبت کے سفر میں وہ اکیلے نہیں ہیں۔ [illegible] میں نے اپنے اندر ابھرتے جذبے کو سلادیا۔ مجھے اپنے [illegible] کا احساس تھا سو خود غرضی نہ کر سکی۔ تمہاری زندگی میں آیا تو میں نے عاشق علی کا نام تک بھلادیا۔ مگر [illegible] بھی [illegible] سے پوشیدہ نہ رہی۔ وہ [illegible] انداز میں مجھے بتا یا تھا۔ اس وقت بہت درد ہوتا ہے۔ جب ہم سے [illegible] اور [illegible] حقوق چھینے

میں نا شناسا کہ [illegible] میں نے اپنی سی پوری کوشش کی۔ [illegible] کو کنٹرول کر [illegible] میں تیزی آگئی۔ [illegible] جانے [illegible] عاشق علی کو [illegible] کی سزا مجھے کاٹنی ہے۔ [illegible] میں نے عاشق علی کو [illegible] اور میری [illegible] ہو گئی۔ اب تو مجھے لگا تھا کہ [illegible] کی صورت [illegible] ہوئی ہے۔ [illegible] عاشق علی [illegible] تھے۔

"شعوری نہیں، جیسا تم سمجھتی ہو ویسا ہی ہو۔ عاشق نے مجھے صاف لفظوں میں نہیں بتایا [illegible] محسوس ہوا ہے کہ"

"وہ بچی [illegible] ہوتی ہے [illegible] بجھا۔" [illegible] ہوئے تو عاشق علی کی [illegible] نے مجھے دیا۔ اب یہ [illegible] نہیں ہو سکتا۔ آپ کو [illegible] برداشت نہیں [illegible] تو میں کہیں اور [illegible] انتظام کر لیتی ہوں۔" انہوں نے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا بات ختم کی۔ تمام گفتگو سننے کے بعد عاشق علی نے [illegible] گئے۔

○ ○ ○

صبح میں سناٹا طاری ہو رہی تھی۔ [illegible] دونوں نے پروگرام بنایا تھا۔ [illegible] تھا۔ مگر عاشق علی کی روانگی کا سن کر وہ چپ ہو گئی۔ اس وقت جب ہم [illegible] لگی۔ برف باری ہو رہی تھی۔ [illegible] ساری میں بغیر کسی شال سوئیٹر کے [illegible] تھی۔ [illegible] کے بعد اور [illegible] اس کا سوگوار حسن [illegible] نہ سنبھلے۔ [illegible] ہاتھ بڑھتے [illegible] اس نے ایک دفعہ [illegible] ختم ہو [illegible] دل میں ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ وہ [illegible] مجھے تو [illegible] مضبوط ہو گئی۔ [illegible] آواز میں [illegible] گئی۔ ہم کتنی ہی بار [illegible]

ہوئے۔ مگر اندر وہ جنگ ہار رہی ہے۔ وہ [illegible] گئی تھی۔

"آج ان لفظوں [illegible] کے کیوں نکل آئیں؟ [illegible] تب؟" وہ اس کے قریب آ کر بولا تھا۔ [illegible] عاشق علی [illegible] اتار کر اس شانوں پر ڈال دیا۔ وہ [illegible] احساس ہوا [illegible] اچانک [illegible] تھی۔ [illegible] مسکراتے ہوئے اس نے [illegible] اس کی گردن کے گرد [illegible]

[illegible] "اس [illegible] صلح کرو [illegible] نے کی صلاحیت ختم [illegible]"

"تم [illegible] اگر [illegible] مسکراہٹ [illegible] اپنی [illegible] ہوئی۔ [illegible]

[illegible] بات [illegible] سر [illegible] وہ اٹھتے ہی [illegible] ہوتے ہیں۔ ہم مقابل کا موقع دیتے [illegible] سرخ [illegible] اٹھے [illegible] ہوئے۔ [illegible] اوور گزر کرتے ہیں۔ [illegible] ابھی [illegible] شوہر [illegible] کو پہلی [illegible] کر اپنی آنکھوں کی [illegible] اس کے [illegible] کر دوسری طرف [illegible]

[illegible] کی [illegible] بھی زیادہ [illegible] کوشش میں اب [illegible] اختیار رخساروں پر [illegible] ہاتھ کے [illegible] رخساروں پر بہتے آنسو [illegible] اس کے حصار میں [illegible] مزاحمت کرتے [illegible] سرگوشی میں کہہ رہا تھا۔

"تم میری زندگی میں اچانک آئی تھیں اور دل [illegible] میری [illegible] ہوئے گی تھی۔ میں وہی کرتا تھا جو تمہیں اچھا

لگتا تھا وہی باتیں کرتا تھا جس سے تمہیں خوشی ملتی تھی۔ تمہیں پتا ہے تم نے میری تین خامیاں بتائی تھیں۔ [illegible] وہ [illegible] میں نے تمہیں خامیوں پر قابو پانا شروع کر دیا۔ جب بھی غصہ آتا تو ساتھ ہی تمہاری صورت نگاہوں میں پھر جاتی اور میں خود سے [illegible] غصہ ختم ہو [illegible] تیری خامی کی کوتاہی تم خود سے [illegible] پچھلے دنوں تم سے [illegible] سمجھ گئیں۔ تمہیں ہر چیز [illegible] عاشق علی کو بھی اس سے نفرت ہو جاتی ہے [illegible] کہ تمہارے اندر میں [illegible] تم نے [illegible] سگریٹ چھوڑ دیا۔ [illegible] انسان نہیں ہے [illegible] فرشتہ نہیں، عام انسان ہوں [illegible] اظہار ہے کہ تم [illegible] جب تم [illegible] نہیں [illegible] سال میں [illegible] تین سال [illegible] سکون [illegible] آنکھوں میں [illegible] تم سے [illegible] ہو گئے۔ میں انسان ہوں اور تم [illegible] ہو گئے [illegible] لیکن اب [illegible] کوشش کے بعد بھی جب عاشق کا جملہ میرے [illegible] تو مجھے خود پہ غصہ آنے لگا۔ میری نظروں میں تم پہلی والی ہو۔ بہت معصوم۔ تمہیں مگر میرے اندر کا [illegible] ان دنوں میں خود سے جنگ کر رہا تھا۔ مجھے تمہاری کیا تھی [illegible] نہیں تھی۔ اپنی محبت کے [illegible] تم سے زیادہ مجھے قلق تھا اپنی [illegible] میں تمہاری جانب بڑھنا چاہتا تھا۔ [illegible] ان دنوں بھی تمہیں ساتھ لے آئے [illegible] انہوں نے اچھا کیا ورنہ شاید اپنی جنگ میں تمہیں خود پہ حرام کر لیتا۔" وہ [illegible] سے [illegible] تھا۔

"ہاں [illegible] غصہ تھا مجھے خود پہ اور جب میرے اندر

سے احساس نہیں دلا کر میں پورا" "ہوں تم ہی نے
خود کو عشق سمجھ لیا تمہاری تمام ریاضت بس عشق کی
کمزوری سمجھی گئی۔ میں خود کو اپنی نظروں میں
معتوب ٹھہرانا چاہتا تھا کل تک میں تمہیں طعنے
دے سکوں کہ تم "کمزور" نہیں ہو۔ اب رات
میں نے تمہیں روتے ہوئے دیکھا تھا تم میری حرکت
پہ رو رہی تھیں۔ تب میں خود کو معاف نہ کر سکا
تب میرے اندر سے یہ احساس نکل گیا کہ میں بھی
تمہیں ماضی کا حوالہ دے کر شرمسار نہیں کروں گا۔
تب تم تک [illegible] جانا چاہتا ہوں تم کو بہت دور دکھائی
دیتی ہو۔ میری ہو کر بھی۔ [illegible] یہ
[illegible] خوش قسمتی میں کبھی نہیں تھکے۔" وہ حقیقت
اعتراف کر جانا چاہتا تھا وہ تحیر سے اسے دیکھے جا رہی
تھی۔ جیسے [illegible] خوش قسمتی نے تمہیں کی دنیا
میں لا کھڑا کیا [illegible]
"اگر تمہیں اب بھی لگتا ہے کہ میں سزا کا مستحق
ہوں تو تم جو چاہو سزا دو۔ جو چاہو سلوک روا رکھو مگر
اب مجھے چھوڑ کر مت جانا۔ بہت اکیلا محسوس
کرتا ہوں تمہارے بغیر۔" اس کی سسکی بلند
ہو گئی۔ [illegible]
شدت سے رو دی۔ [illegible] اپنی محبت اس نے
[illegible] شخص مستقل کے طعنوں کے
[illegible] اتنا بھی
عشق ہی کرتا ہے [illegible] اچھے لفظوں میں
اسے [illegible] کے اندر سے
[illegible]" وہ
خود اپنی غلطی کا اعتراف کر رہا تھا۔
[illegible] کوئی واسطہ
[illegible]
[illegible] خواہش ابھی
اس شخص کو دنیا کی نگاہوں سے اوجھل کر کے خود میں
چھپا لے اس کے بے حد نزدیک وہ محرم شخص تھا
جس نے اپنی محبت اور وفا [illegible] پہلے اس کے نام
لکھ ڈالی تھیں۔ [illegible] ایسی ہی محبت کرتا ہے کسی

سے؟ کیوں کی مجھ سے اتنی محبت؟" خود سے [illegible]
پھر سے رو دی تھی اس نے اسے خود سے الگ کر کے
آنسوؤں میں بھیگے بال چہرے سے ہٹائے۔
"میں اب نہیں رونا۔ اب ہم مل کے [illegible]
کی خوشیاں [illegible] کریں گے جو رونا تھا وہ [illegible]
شب برات منا لیں گے۔ ایک عرصہ بعد تو دعا
مستجاب ہوئی ہیں۔ حالات سازگار ہوئے ہیں۔"
[illegible] اس نے اپنی [illegible]
کے شانے پہ ٹکا دی۔ حسن کی ایک [illegible] عشق کو
قبول کر لیا ہے اس نے [illegible] کی طرح اپنی
محبت کو سمیٹ لیا۔ [illegible]
[illegible] اس نے کان میں سرگوشی کی۔
"سنو!"
"ہوں!" وہ متوجہ تھی۔
"تم شرماتے ہوئے خاصی اچھی لگتی ہو۔" اس کے
لبوں پہ بے ساختہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے
اپنے [illegible] بلیک سوٹ میں وہ [illegible]
لگ رہا تھا۔
"بہت اچھا لگ رہا ہوں؟" شوخی سے استفسار کیا۔
"نہیں، [illegible] آ رہا ہے تمہیں۔" [illegible] بولی۔
"اور وہ کس لیے؟"
"پاگل [illegible] کرتے ہیں۔" وہ [illegible]
[illegible]
"بھابھی نے مجھ سے پوچھا [illegible] کہ تم اپنا
جانتے ہو؟" وہ سوال کر رہی تھی۔
"تم نے کیا کہا؟"
"محبت [illegible] نہیں لگی؟" اس نے [illegible]
میں سر ہلایا۔ دونوں کے درمیان [illegible] فاصلہ تھا
دوریوں کو [illegible] اس نے اسے اپنے حصار میں لے لیا
ان کی محبت وقت و حالات کی کسوٹی پہ کھری اتری تھی۔
☐ ☐